رشتۂ زوجیت کی اہمیت

از قلم :۔ مولانا محمد ابراہیم خلیل منصور پوری جامعہ اہل حدیث محمدی پارک راج گڑھ ۔ لاہور

انسانی رشتوں میں سب سے پہلے قائم ہونے والا رشتہ زوجیت ہی ہے!

اسی لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایک ایسا رشتہ ہے جسے سب رشتوں پر تقدم حاصل ہے ۔ اس لیے کہ یہ باقی سب رشتوں کی اصل ہے ۔ اگر بنظر عام دیکھا جائے تو یہ رشتہ تمام کائنات کی روح رواں نظر آتا ہے ۔ چونکہ کائنات کا کارخانہ انہیں جوڑوں کی بنیاد پر چل رہا ہے ۔ خداوند قدوس کا فرمان مقدس ہے ۔

"وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ" ۔۔۔۔ اور ہر چیز کے بنائے ہم نے جوڑے

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ زندگی کا سر آغاز نکاح ہے ۔ انسانی نوع کا سلسلہ بھی اسی سے چلتا ہے ۔ اس کے بغیر اولاد آدم کی بدنی اور روحانی تسکین کی داستان پریشان ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی ۔ سورہ بقرہ میں اسے رحمت کی نشانی تعبیر کیا گیا ہے!

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا ۔۔۔۔ اور یہ اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہیں میں ازواج کو پیدا فرمایا ۔

آگے چل کر یوں ارشاد ہے ۔

"هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ" ۔۔۔۔ تمہاری بیویاں تمہارے لیے پوشاک ہیں اور تم ان کے لیے پوشاک ہو ۔

قرآن پاک کی یہ مختصر سی آیت اپنے اندر نہایت جامعیت رکھتی ہے اس سے بہت سی چیزیں آشکارہ ہوتی ہیں ۔ مثلاً

۱۔ جس طرح پوشاک اور بدن کا بہت قریبی تعلق ہے۔ اس طرح میاں بیوی کا بھی قریبی تعلق ہے۔!

۲۔ جس طرح انسان کا پوشاک کے بغیر گذارا نہیں۔ اس طرح میاں بیوی کا بھی ایک دوسرے کے بغیر گذارا نہیں۔

۳۔ جس طرح پوشاک موسم کی سختی کو روک سکتی ہے۔ اس طرح میاں بیوی بھی مصائب کے مقابلہ میں ایک دوسرے کی ڈھال ہیں۔

۴۔ جیسے پوشاک عزت و آبرو کی محافظ اور عریانی و بے حیائی سے بچاتی ہے۔! ایسے میاں بیوی بھی ایک دوسرے کی عزت و آبرو کے محافظ ہونے کے ساتھ ساتھ عریانی و بے حیائی سے بچاتے ہیں۔

۵۔ جیسے صاف و ستھرا لباس زیب تن کر کے انسان کو فرحت و تسکین قلب ہوتی ہے۔ اس طرح نیک مہتدین جوڑے کو بھی ایک دوسرے سے فرحت و تسکین میسّر آتی ہے۔ یہی چیز سورۂ اعراف کی اس آیت میں مذکور ہیں۔

يَا بَنِيْ آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ذٰلِكَ خَيْرٌ ذٰلِكَ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ يَذَّكَّرُوْنَ۔

اے اولادِ آدم یقیناً ہم نے تمہاری شرمگاہوں کو ڈھانپنے کے لیے لباس اتارا، جو زینت اور بچاؤ کا لباس ہے۔ یہ بہتر ہے۔ یہ اللہ کی نشانیوں سے ہے تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔

سورۃ روم میں خداوند تعالیٰ یوں فرماتے ہیں۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۔

یہ اس کی نشانیوں سے ہے کہ تمہارے لیئے تمہیں سے بیویاں پیدا کیں۔ تاکہ ان سے سکون پکڑو اور تمہارے درمیان محبت و مہربانی پیدا کی بے شک اس میں فکر مند قوم کے لیے نشانیاں ہیں

میاں بیوی کو محبت و جانثاری سے زندگی بسر کرنا چاہیئے اچانک ایک دوسرے سے بھڑک کر تعلقات منقطع کر لینا سراسر بے وقوفی کے مترادف ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ٹیڑھی پسلی قرار دیا ہے۔ یہ سیدھا ہونے کی بجائے ٹوٹ جاتی ہے۔ اس لئے پیار و محبت سے اس کی دلجوئی کر کے اس کا دل مسخر کر لینا چاہیئے۔

آیئے ذرا ہم سیرۃ طیبہ کے آئینہ میں دیکھیں کہ آپ ازواج مطہرات کی کس انداز میں دلجوئی و دلداری فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے اِنّکَ لعلیٰ خلق عظیم کے ارشادِ ربانی کا بہترین نمونہ پیش فرمایا اور اپنے اخلاق حسنہ سے امت کو بلکہ تمام اہل دنیا کو یہ درس دیا کہ بیوی کی دلجوئی کر کے ان کے دلوں کو اس طرح مسخر کیا جا سکتا ہے۔

آپ مزاج دانی میں ایسے کمالات کا مظاہرہ کرتے کہ بعض باتیں بظاہر بالکل معمولی اور ناقابلِ اعتناء نظر آتی تھیں۔ مگر ان کی تہہ میں تسخیر قلوب اور تالیف قلوب کے بینظیر نسخے پوشیدہ تھے۔ جو کہ اکسیر کا کام کرتے تھے۔

ایک بار حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک برتن سے پانی پی رہی تھیں۔ جب انہوں نے پی لیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس برتن کو اٹھا کر اور اسی جگہ منہ رکھ کر پانی پینے لگے جس جگہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ نے اپنا منہ رکھ کر پیا تھا۔ دیکھیے دلداری اور تالیف قلوب کے لیئے یہ معمولی سی بات کتنی بے مثال ہے اور ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں سے عورتوں کا دل کیسی آسانی سے لوٹا جا سکتا ہے۔ آپ ازواج مطہرات کو خوش کام رکھنے اور ان کا جی بہلانے کے لیے کیا کیا سامان کرتے تھے۔ کبھی ان کی دلداری ہو رہی ہے اور کبھی ان سے دل لگی ہو رہی ہے اور کبھی ہنسی مذاق کر کے لطف اٹھایا جا رہا ہے۔ اور سب کچھ اس لیے تھا کہ دنیا والوں کو بتایا جائے کہ ازدواجی زندگی یوں ہوتی ہے اور میاں بیوی گھر کو یوں فردوس کا نمونہ بنا سکتے ہیں یاد رہے۔ آپ ہر کام کو اپنے وقت پر ایک پروگرام کے تحت انجام دیتے اور ہر بات میں تہذیب و اخلاق کا دامن کبھی نہ چھوڑتے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے اکثر دل لگی کیا کرتے تھے۔ ایک دن میں نے عرض کی حضور مزاح اور دل لگی پر کسی قسم کی پکڑ تو نہ ہوگی۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ اللہَ لَا یُؤَاخِذُ الْمَزَّاحَ الصَّادِقَ فِیْ مِزَاحِہٖ۔ خدائے کریم سچی اور درست ظریفانہ بات پر نہیں پکڑے گا۔

آپ کے ازواج مطہرات کے ساتھ دل لگی اور مذاق کے کئی ایک واقعات کتابوں میں مرقوم ہیں۔

مثلاً ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غسل فرما رہے تھے۔ جب نہا کر اُٹھے جسم ابھی خشک بھی نہیں ہوا تھا۔ کہ حضرت عائشہؓ نے آپؐ کے جسم مبارک پر جَو کا آٹا مل دیا۔ اور منہ پر کپڑا لے کر ہنسنے لگیں۔ حضور نے پوچھا عائشہؓ یہ کیا ہے؟ صدیقہؓ محترمہ ہنستی ہوئی بولیں، آپ نے ہی فرمایا ہے کہ جَو کا آٹا ملنے سے جسم صاف ہو جاتا ہے۔

حضورؐ مسکرانے لگے اور دوبارہ غسل کر کے آٹے کو اُتارا۔

ایک سفر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائشہؓ کے ساتھ کہیں جا رہے تھے چلتے چلتے حضورؐ نے فرمایا عائشہ! آؤ دوڑ لگائیں بھلا کون آگے نکلتا ہے۔ چنانچہ حضورؐ اور عائشہؓ میں دوڑ کا مقابلہ ہوا، عائشہ صدیقہؓ آگے نکلنے لگیں۔ اس کے بعد پھر دوڑ ہوئی اور اس دفعہ حضورؐ آگے نکل گئے۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا۔

تِلْکَ بِتِلْکَ۔ بدلہ اترا۔ (یعنی اس دوڑ کا بدلہ ہے۔

ایسے اور بھی واقعات ہیں لیکن مضمون کی طوالت قارئین کے سامنے رکھنے سے مانع ہے۔ ان حالات سے معلوم ہوا کہ انسان کو خوش کلامی اور خوش طبعی سے پیش آنا چاہیئے۔ مگر اخلاق و مذہب کی حدود کو گھر میں بھی نہیں توڑنا چاہیئے۔!

یاد رہے یہی وجوہات ہیں جن کی بنا پر ازواجِ مطہرات کو آپ سے بے پناہ محبت تھی۔

صحیح مسلم میں ہے کہ ایک سفر میں حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت حفصہؓ نبی کریم کی ہم سفر تھیں۔ اس روز حضرت حفصہؓ نے اپنی سواری کا اونٹ حضرت عائشہؓ کے اونٹ سے تبدیل کر لیا۔ راستے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے اونٹ کی طرف گئے۔ جس پر حضرت حفصہؓ سوار تھیں اور اُن ہی کے ساتھ چل پڑے۔ حضرت عائشہؓ کو اُن کی مفارقت برداشت نہ ہوئی۔ جب منزل پر پہنچ کر سواری سے اتریں

تو اپنا پاؤں گھاس میں ڈال کر فرمانے لگیں۔

یَارَبِّ سَلِّطْ عَلَیَّ عَقْرَبًا اَوْ حَیَّۃً تَلْدَغُنِیْ رَسُوْلُکَ وَلَا اَسْتَطِیْعُ اَنْ اَقُوْلَ لَہٗ شَیْئًا

اے رب کسی بچھو یا سانپ کو بھیج کہ مجھے کاٹ کھائے۔ اور وہ تیرے رسول میں ان کی شان میں تو کچھ نہیں کہتی۔

ایسے ہی دوسرے مقام پر حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نعل مبارک کو پیوند لگا رہے تھے۔ اور میں چرخہ کات رہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ آپ کی پیشانی مبارک پر پسینہ آرہا ہے۔ اور اس پسینہ کے اندر ایک نور ہے جو ابھر رہا ہے۔ اور بڑھ رہا ہے۔ یہ ایسا نظارہ تھا کہ میں سراپا حیرت بن گئی سرور کائنات کی نظر مبارک مجھ پہ پڑی فرمایا عائشہؓ تو حیران سی کیوں ہو رہی ہے۔ میں نے عرض کی یا حضرت میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ کی، پیشانی مبارک پر پسینہ ہے اور پسینے کے اندر چمکتا دمکتا نور ہے۔ اس پاک نظارہ نے مجھے سراپا چشم کر دیا۔ خدا کی قسم اگر ابو کبیر ہذلی حضور کو دیکھ لیتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ اس کے اشعار کے صحیح مصداق حضور ہی ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اس کے اشعار کیا ہیں۔ میں نے یہ پڑھ کر سنائے۔

ومبرأ من کل غبر حیضۃ
وفساد مرضعۃ وداء معضل
واذا نظرت الی اسرۃ وجھہ
برقت کبرق العارض المتھلل

وہ ولادت اور رضاعت کی آلودگیوں سے مبرا ہیں ان کے درخشاں چہرہ پہ نظر کرو تو معلوم ہوگا کہ نورانی اور روشن برق جلوہ دے رہی ہے!

آنحضرتؐ کے ہاتھ میں جو کچھ تھا رکھ دیا۔ پھر عائشہ صدیقہؓ کی پیشانی مبارک کو چوما۔ اور زبان مبارک سے فرمایا۔

مَا سَرَرْتِ مِنِّیْ کَسُرُوْرِیْ مِنْکِ

جو سرور مجھے تیرے کلام سے حاصل ہوا ہے۔ اس قدر سرور تجھے میرا نظارہ سے نہ ہوگا۔

مندرجہ بالا احادیث سے بھی یہی درس ملتا ہے کہ جملہ اہل اسلام کو بھی آپ کی سیرۃ طیبہ پر عمل کرتے ہوئے اپنے گھروں میں حسن واخلاق سے پیش آنا چاہیئے!

تاکہ گھر جنت کا سا نمونہ نظر آئے

زوجین کے مراتب

خداوند قدوس نے احترام کے لحاظ سے مرد اور عورت دونوں کا درجہ برابر رکھا ہے۔ ان دونوں کو ایک دوسرے پر زیادتی کرنے کا حق نہیں۔ یہ مساوات احترام انسانیت کے نقطہ نظر سے ہے!

انتظامی لحاظ سے مساوات ناممکن ہے۔ دونوں میں سے فقط ایک ہی گھر کا سربراہ ہو سکتا ہے۔ ورنہ گھر فتنہ و فساد کا اکھاڑہ بن جائے گا۔ انتظامی امور کی سربراہی مرد کو دی گئی ہے۔ جیسا کہ سورۃ بقرہ میں ہے۔

ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف و للرجال علیھن درجۃ

عورتوں کا بھی حق ہے جیسا کہ مردوں کا حق ہے اور مردوں کو عورتوں پر فوقیت حاصل ہے۔

اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ زمام کار اگرچہ مرد کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن عورت کی حق تلفی کی ہرگز ہرگز اجازت نہیں۔ حق تلفی کی صورت میں جواب دہ ہونا ہوگا۔ جب کہ آپ کا ارشاد ہے۔

کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ۔

تم سے ہر ایک کو اپنی رعیت کے بارے جواب دہ ہونا ہے!!

عورت چونکہ صنف نازک ہے۔ اس لیے سرورِ کائنات نے اسے آبگینہ سے تشبیہ دی ہے۔ (بخاری کتاب الادب) اس لیے اس سے جابرانہ سلوک کرنا درست نہیں